OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

امام طبری کے تفسیر قرآن میں قراءات متواترہ سے استدلالات

IMĀM ṬABARĪ'S INFERENCES FROM RECURRENT READINGS IN EXEGESIS OF THE QUR'ĀN

Dr. Muniba Rizvi
Lecturer, Government College for Women, Baghbanpura, Lahore, Pakistan

Dr. Muhammad Farooq Haider
Chairperson/Associate Professor
Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore, Pakistan

Abstract: The Science of Readings is one of the sciences drafted to preserve the words and meanings of the Quran. The importance of this science is universally accepted in interpreting the meanings of the Quran. The exegete Imām Ibn Jarīr Ṭabarī (d. 310A.H.), who is also a reciter, wrote an independent book on this science. Along with this, he pointed out variant readings of the Quranic words in his famous exegesis Jāmi' al-Bayān 'an Tāwīl 'Āy al-Qur'ān, commonly known as Tafsīr e Ṭabarī. At various places, he explained different meanings of the readings and also the impact they exhibit on the interpretation of the Quran. Imām Ṭabarī also presented his inferences from Recurrent Readings. (Qirā'āt e Mutawātirah) in Tafsīr e Ṭabarī but did not use the terminology "Mutawātir" anywhere, rather his approach is quite distinctive in this regard. In this article, the evidences of his inferences from Recurrent Readings and his unique approach have been highlighted. Also, an analytical insight into these readings has been presented by consulting the most popular books of Recurrent Readings, pointing out the specific reader towards whom the particular reading is attributed. **Key words:** Ṭabarī, Jāmi' al-Bayān, Recurrent Readings, Inference, Exegesis

تفسیر طبری مصادر تفاسیر میں جلیل القدر اور نمایاں مقام کی حامل ہے۔امام ابن جریر مفسر ہونے کے علاوہ بلند پایہ قاری بھی تھے۔آپ نے قراءات پر نہ صرف علیحدہ کتاب تالیف کی بلکہ اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر مختلف فیہ قراءات کی توضیح ونشاندہی بھی کی ہے۔بیشتر مقامات ایسے ہیں جہاں باقاعدہ قراءات کے مختلف معانی کی وضاحت اور تفسیر پر ان معانی کے اثرات کو بیان کیا گیاہے۔آپ نے جامع البیان میں قراءات متواترہ سے استدلالات نقل کئے ہیں تاہم متواتر کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔

یہاں تفسیر طبری سے وہ شواہد ونظائر نقل کئے گئے ہیں جو امام طبری کے استدلال بالقراءات کے اسلوب کو واضح کرتے ہیں نیز یہ قراءات کن آئمہ قراء کی طرف منسوب ہیں اس کی وضاحت کے لئے اس فن کی کتب کی طرف مراجعت کی گئی ہے۔

قراءات متواترہ سے استدلالات کے نظائر

۱۔ ﴿ وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾[1]

''اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔''

امام طبری نے مذکورہ بالا آیت کی تاویل میں لفظ﴿وَ وَصّٰی﴾کی دو قراتیں نقل کیں ہیں:

وقد قرا جماعةٌ من القَرأة: ﴿وأوصى بها إبراهيم﴾ بمعني: عهد، وأما مَن قرأ: ﴿وَ وَصّٰى﴾ مشدده فانه يعني بذلك عَهِدَ إليهم عَهْداً بعد عَهْد. واوصي وصيّة بعد وصية. [2]

قاریوں کی ایک جماعت نے آیت﴿ وأوصى بها إبراهيم ﴾عہد کے معنی میں تلاوت کیاہے۔اور جن لوگوں نے﴿وَ وَصّٰی﴾ تشدید کے ساتھ پڑھاہے پس اس کے معنی ہے ان سے عہد کے بعد عہد کیا گیا۔انہیں ذمہ داری سونپی گئی۔اور اوصی کا معنی ہے وصیت کے بعد وصیت۔

قراءات کی نسبت:

مدینہ اور شام کے قاریوں نے ہمزہ مفتوحہ الف کی صورت میں واوین کے درمیان اور صاد مخفف (و اوصی) پڑھاہے اور باقیوں نے صاد مشددہ اور ہمزہ حذف کے ساتھ پڑھاہے۔یعنی وَصَّی۔[3]

وَاختلفوا في قوله ﴿وَوَصّٰى بِهَآ﴾ في زيادة الالف و نقصانها فقراء نافع و ابن عامر ﴿وَ اوَصّٰى بِهَآ﴾ وَ قرا الباقون ﴿وَوَصّٰى﴾.[4]

امام جزری مزید لکھتے ہیں:

اہل شام اور مدینہ کے مصاحف میں واوین کے مابین ہمزہ یعنی (و اوصی) ہی کتابت میں ہے۔اور جن لوگوں نے بغیر ہمزہ کے تلاوت کیا ان کی تلاوت ان کے مصاحف کے مطابق ہے۔

فنافع إبن عامر، وكذا ابو جعفر، بهمزة مفتوحه بين الواوين، وإسكان الثانية و تخفيف الصاد، وهو موافق لرسم المصحف المدني والشامي.

والباقون بالتشديد من غيرهمز، معدّي بالتضعيف، مافقة لمصاحفهم، وأمالها حمزه والكسائي، و خلف، وبالفتح والصغري الارزق، وكذا حكم (اصطفي) وهو سبعة مواضع.[5]

ووصى قرا المدنيان و الشامي بهمزة مفتوحه صورتها الف بين الواوين مع تخفيف الصاد، والباقون بحذف الهمزة مع تشديد الصاد.[6]

۲۔ ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾[7]

"اگر تم خیرات ظاہر کر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح، دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں امام طبری نے قراء کے مابین اختلاف قراءات نقل کیا ہے:

اختلف القرأة في قراءة ذلك؛ فرويَ عن ابن عَبَّاس أَنَّه كَانَ يَقْرَؤُه: (وَتُكَفِّر عَنْكُم) بالتّاءِ. وَمَنْ قَرَأه كَذَلِكَ فإنَّه يَعْنِي به: وَتُكَفِّر الصّدَقَاتُ عَنْكُم مِنْ سَيِّأتكم.[8]

ابن عباس سے مروی ہے وہ اس کو (وَتُكَفِّر عَنْكُم) تا کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔اور جو بھی اس کو اس طرح (یعنی تاء کے ساتھ) تلاوت کرے تو اس کے معنی ہوں گے تمہارے صدقات تمہارے کچھ گناہ تم سے دور کر دیں گے۔

وَقَرَأ آخَرونَ : ﴿وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ﴾ بالياءِ بمعني : وَيُكَفِّر الله عَنْكم بصَدَقَاتِكم عَلى مَا ذَكِرَ في الآية مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ.[9]

اور پڑھا ہے بعد والوں نے ﴿وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ﴾ یا کے ساتھ جس کے معنی ہیں دور کر دے گا اللہ تم سے تمہارے کچھ گناہ تمہارے صدقات کے ذریعے جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے۔

وَقَرَأَ ذَلِكَ بَعْدُ عامة قَرَأَةِ أهل المدينة والكوفة والبصرة: (وَنُكَفِّرْ عَنْكُم) بالنون وَجَزم الحرْف، بمعني: وإن تُخفوهَا وَتُؤتوها الفقرَاء نُكَفِّر عَنكم من سَيِّاتِكُمْ، بمعني : مُجازاة الله عَزَّوَجَلَّ مُخِفّي الصدقة بتكفير بعض سَيئَاته بصَدَقَتِهِ التي أخفَاهَا. [10]

اور تلاوت کیا ہے اہل مدینہ، کوفہ اور بصرہ کے اکثر قاریوں نے (وَنُكَفِّرْ عَنْكُم) نون اور ایک حرف پر جزم کے ساتھ۔ جس کے معنی ہیں اگر تم فقراء کو پوشیدہ دو یا اعلانیہ تو ہم تمہارے گناہوں میں سے گناہ دور کر دیں گے۔ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اس کے محض صدقات کی بدولت اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے۔

یوں امام طبری نے اس آیت مبارکہ میں تین قراءتیں نقل کی ہیں جو بالترتیب یہ ہیں:

۱- وَيُكَفِّرْ عَنكُم ۲- وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ ۳- وَنُكَفِّرْ عَنْكم

اور اس کے بعد اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَأَوْلَى القِرَاءَات فِي ذَلك عندنا بالصَوابِ قِرَاءة مَنْ قَرَأ: (وَنُكَفِّر عَنْكُمْ) بالنّونِ وَجَزمَ الحرف، عَلىَ معني الخبَر مِن الله جل ثناؤه عن نَفسه أنَّه يُجازي المُخِفي صَدَقَته التّطَوّع ابْتِغاء وَجْهه من صَدَقَته بتكفير سَيِّئَاته.[11]

ان قراءتوں میں ہمارے نزدیک صحیح قراءت وہ ہے جس نے (وَنُكَفِّر عَنْكُمْ) نون اور ایک حرف کے جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔

قراءات کی نسبت:

واختلفوا في الياء والنون و الرَّفع والجزم من قوله ﴿وَ يُكَفِّرُ﴾ فقراء ابن كثير وابو عمرو و عاصم في رواية أبي بكر ﴿ونكفر﴾ بالنون وَالرَّفع وقرأء نافع و حمزه والكسائي ﴿ونكفر﴾ بالنون و جزم الرَّاء.

وروي ابو خُليد عن نافع ﴿نكفر عنكم﴾ بالنون والرَّفع

وقرا ابن عامر و عاصم في رواية حفص ﴿وَ يكَفر عَنكُم﴾ بِالَاءِ والرَّفع وروي الكسائي عن ابي بكر عن عاصم ﴿ونكفر﴾ بالنون والجزم.[12]

واختلف ﴿ونَكْفُرُ﴾ (الاية ٢٧١)

فنافع، وحمزه، والكسائي وابو جعفر و خلف، بالنون، و جزم الراء على أنه بدل من موضع ﴿فَهُوَ خَيرٌ لَّكُمْ﴾ وافقهم الشبوذي عن الاعمش.

وقرأ ابن كثير وابو عمرو و أبوبكر ويعقوب، بالنون و رفع الراء على أنه مستأنف، لا موضع له من الإعراب، والواو عاطفة على جملة، وافقهم ابن محيصن واليزيدي.

وقرأ ابن عامر وحفص بالياء و رفع الراء والفاعل ضمير يعود على الله تعالىٰ.

وعن المطوعي بالياء و عنه في فتح الفاء خلف، فحبث فتحها جزم الراء و حيث كسرها رفع الراء (شاذ لايقرأ به).[13]

۳۔ ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ﴾[14]

''اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کر لو...''

امام طبری نے اپنی تفسیر جامع البیان میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لفظ﴿لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ کی دو قراتیں نقل کیں ہیں۔ فرماتے ہیں:

وإخْتَلف القراءة قوله: ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾؛ فَقَرَأَ ذلك عَامّةُ قَرَأةِ اهل المدينة و بعض البصريين والكوفيين ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ بمعني: أو لَمَسْتُمْ نِساءَكُمْ و لَمَسنكُمْ وَقَرَا ذلكَ عامَةُ قراةِ الكوفيين: ﴿اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ بمعني أو لَمَسْتُمْ انْتُمْ ايُّها الرجال نساءَكُم.[15]

یعنی قراء نے اختلاف کیا ہے آیت باری تعالیٰ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ کی قراءات میں پس اہل مدینہ کے تمام قراء اور بعض بصرہ اور کوفہ کے قاریوں نے﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ تلاوت کیا ہے جس کے معنی ہیں ''یا تم چھوتے ہو اپنی عورتوں کو اور وہ عورتیں چھوئیں تم مردوں کو'' اور تلاوت کیا ہے مذکورہ آیت کو کوفہ کے تمام قراء نے﴿اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ جس کے معنی ہیں ''اے مردوں یا تم چھوتے ہو اپنی عورتوں کو''۔

اس کے بعد امام طبری نے ان دونوں قراتوں کے بارے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے:

وهما قراءتان متقاربتا المعني، لانه لايكون الرجلُ لامِسًا امراته إلا وهي لامستُه، واللمس في ذلك يَدُلُ على معني اللّماسِ، واللّماسُ على معني اللمسِ من كُلِّ واحدٍ منهما صاحبَه. فَبايُ القراءتين قراء ذلك القاري فمصيبٌ، لاتفاق معنَييهِمَا.[16]

یہ دونوں قراتیں معنی میں ایک دوسرے کے قریب ہیں (متقارب المعنی ہیں) کیونکہ نہیں ہوتا مرد عورت کو چھونے والا مگر یہ کہ وہ بھی اس کو چھونے والی ہوتی ہے۔اور لمس للّماس کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔اور لماس کا معنی ہے دونوں صاحبین کا مس کرنا ایک دوسرے کو۔ پس دونوں قراتیں جس پر بھی قاری تلاوت کرے درست ہے اور معنی کے اعتبار سے دونوں متفق ہیں۔

قراءات کی نسبت:

قَرأ حمزه والكسائي و خلف ﴿أو لَمَسْتُمُ النِسَاء﴾ بغير الف وفي سورة المائده (آية٦) مثله وقرأ الباقون ﴿أوْ لَا مَسْتُمُ﴾ بالالف في السورتين.[17]

اختلاف ہوا ہے قول باری تعالیٰ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ میں الف کے اثبات اور حذف میں۔ پس ابن کثیر نافع، عاصم،ابو عمرو اور ابن عامر نے سورۃ نسا آیت ٤٣ اور سورۃ مائدہ آیت ٦ دونوں مقامات پر الف کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ حمزہ اور کسائی نے دونوں مقامات پر بغیر الف کے تلاوت کیا ہے۔[18]

٤-﴿اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾[19]

''کیا یہ دیکھتے نہیں کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار بلا میں پھنسا دیئے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔''

امام طبری نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں﴿اَوَ لَا يَرَوْنَ﴾ کی قراءات میں اختلاف نقل کیا ہے۔فرماتے ہیں:

اخْتَلَفَتَ القرَأة في قِراءة قوله: ﴿اَوَ لَا يَرَوْنَ﴾ فقَرَأته عامة قرأة الأمصار: ﴿اَوَ لَا يَرَوْنَ﴾ بالياء بمعني أوَلَا يَرَى هَؤُلاءِ الذينَ في قلوبهِم مَرض النِّفاق؟
وَ قَرَا ذَلِكَ حَمْزة: (أَوَلاَ تَرَونَ) بالتّاءِ بمعني أَولا تَرَونَ أنْتُمْ أيُّها المُؤمنوْنَ أنّهم يُفْتَنُونَ؟ [20]

اختلاف کیا ہے قراء نے أفَلَا يَرَوْنَ کی تلاوت میں۔عامۃ قراء امصار نےاَوَلَا يرونَ یا کے ساتھ تلاوت کیا ہے جس کے معنی ہیں''کیا نہیں دیکھا ان لوگوں کو جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا؟''

اور حمزہ نے اس کو(اَوَلَا تَرَونَ)تاء کے ساتھ تلاوت کیا ہے جس کے معنی ہیں''اے مومنو! کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا کہ وہ آفت زدہ رہتے ہیں''

اس کے بعد امام طبری نے اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

والصواب عندنا مِن القِراءة في ذلك الياء عَلَى وَجه التوبيخ مِنْ الله لَهُمْ، لإجْماعِ الحُجّة مِن قرأة الأمصار عليه وَصِحّة مَعْناه.[21]

اور ہمارے نزدیک صحیح قراءات وہ ہے جو یا سے تلاوت کی گئی ہے اس کی وجہ توبیخ ہے ان کے لیے اللہ کی طرف سے قراء امصار کا اجماع حجۃ ہے اس کے معنی کے صحت پر۔

قراءات کی نسبت:

حمزہ اور یعقوب نے ﴿اَوَ لَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ﴾ کو تا کے ساتھ (مخاطب) پڑھا جب کہ باقی قراء نے ﴿اَوَلاَ یَرَوْنَ﴾ یا کے ساتھ (غائب) تلاوت کیا ہے۔[22]

۵۔﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ﴾[23]

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے۔"

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں امام طبری نے لفظ خَلَقَ کی تلاوت کے بارے قراء کا اختلاف نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَت القرأةُ في قِراءة قوله: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰه خَلَقَ﴾ فقرا ذلك عامة قرأة أهل المدينة والبصرة و بعض الكوفيّينَ ﴿خَلَقَ﴾ عَلَي (فَعَلَ)

وَقَرَأته عامّه قرأة اهل الكوفة: (خالِق)، عَلَي (فاعِل)[24]

اختلاف کیا ہے قراء نے قول باری تعالیٰ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ﴾ کی تلاوت میں۔ پس یہ تلاوت کیا ہے اہل مدینہ اور اور بصرہ کے عامہ قراء اور بعض کوفی قراء نے خَلَقَ بوزن فَعَلَ

جبکہ عامہ قراء کوفہ نے خالِق بوزن فاعِل پڑھا ہے۔

امام طبری اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَهُمَا قِراءَتانِ مُسْتَفيضَتان، قَد قَرَأ بكُلِّ واحدةٍ مِنهُما ائِمَّةٌ مِن القُرّاء، مُتَقَارِبَتا المعني، فَبِأيِّتِهما قَرَأ القارِئُ فَمُصيبٌ.[25]

ان دونوں قراتوں سے استفادہ کیا جا رہا ہے ائمہ قراء نے ان دونوں میں سے ہر ایک پر پڑھا ہے۔ یہ دونوں متقارب المعنی ہیں پس قاری ان میں سے جس پر بھی تلاوت کرے گا درست ہو گی۔

قراءات کی نسبت:

قرا حمزه والكسائي و خلف ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ﴾ بالألف والرفع وقرا الباقون ﴿خَلَقَ﴾ بالنصب من غير ألف.[26]

ابن کثیر نافع ابو عمرو عاصم اور ابن عامر نے ﴿خَلَقَ﴾ فَعَلَ کی مطابق پڑھا ہے۔ حمزہ اور کسائی نے اس کو فاعِلٌ کے مطابق پڑھا ہے۔[27]

٦۔ ﴿قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۫ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾[28]

"(پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا پروردگار اسے جانتا ہے اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔"

امام طبری نے مذکورہ بالا آیت میں ﴿قٰلَ﴾ کی تلاوت میں قراء کے مابین اختلاف نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

إخْتَلَفَتْ القرأة في قِراءة قوله: ﴿قٰلَ رَبِّيْ﴾ فَقَرَأ ذلك عامة قرأة أهل المدينة والبصرة و بعض الكوفيّينَ: ﴿قُل رَبّي﴾ عَلَى وجه الامر.

وَقَرَأه بعض قرأة مَكّة وَعامّة قرأة الكوفة: ﴿قَالَ رَبِي﴾ عَلَى وجه الخَبر.[29]

اختلاف ہوا ہے قراء کے مابین اللہ کے فرمان ﴿قٰلَ رَبِّيْ﴾ کی قراءات میں۔ پس مدینہ اور بصرہ کے عامہ قراء اور بعض کوفہ کے قاریوں نے امر ہونے کی وجہ سے ﴿قُلْ رَبّي﴾ تلاوت کیا ہے۔

جبکہ بعض مکی قراء اور کوفہ کے عامہ قراء نے اس کو ﴿قَالَ رَبِيّ﴾ خبر ہونے کی وجہ سے تلاوت کیا ہے۔

امام طبری نے قراء کے اس اختلاف کو بیان کرنے کے بعد تفسیر کے معانی پر اس کے کیا اثرات ہوئے اس کو بھی بیان کیا ہے۔ لہٰذا فرماتے ہیں:

وَكَانَ الذين قَرَءوه عَلَي وَجه الامر أرادوا من تَأويله: قل يا محمد للقائلينَ ﴿اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ رَبِّي يَعْلَم قول كلّ قائِل في السماء والارض لا يَخفي عليه منه شيء، ﴿وَ هُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِذلِكَ كُلّه وَلِما يقولونَ مِن الكذب، ﴿الْعَلِيْمُ﴾ بِصدِقِي وَحَقيقة ما أُدَعوكم إليه وَباطل ما تقولونَ و غير ذَلِكَ مِن الاشياء كُلّها.[30]

یعنی جن لوگوں نے امر کی وجہ سے تلاوت کیا ہے ان کی تاویل یہ ہے۔ اے محمد! کہہ دیجئے ان قائلین سے جو کہتے ہیں: ﴿اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ "یہ کیا تم پھر بھی جادو کی بات سننے، محمدؐ کے پاس جاؤ گے حالانکہ تم جانتے ہو"

کہہ دیجئے کہ میرا رب آسمان اور زمین میں ہر قائل کے قول کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔وہ سمیع ہے یعنی سننے والا ہے ہر بات کا جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اور ﴿الْعَلِيمُ﴾ یعنی جاننے والا ہے۔اس حقیقت اور سچ کو جس کی طرف آپ ﷺ انہیں بلاتے ہیں۔اور کہہ دیجیے وہ جانتا ہے اس باطل کو بھی جو تم لوگ کہتے ہو تمام چیزوں کے بارے میں۔

وَكأنّ الذين قَرَءواه عَلَي وَجْه الخبَر ارادوا: قال محمد: ﴿رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ﴾ خَبْرًا مِنَ الله عَنْ جَواب نَبيّه إيّاهم. [31]

یعنی اور جن لوگوں نے اس کو خبر کی وجہ سے تلاوت کیا ہے ان کی تاویل یہ ہے کہ: ''محمدؐ نے فرمایا (میرا رب جانتا ہے آسمان کی ہر بات کو جانتا ہے) پس یہ خبر ہے اللہ کی جانب سے جو اللہ نے جواب دیا ہے نبیؐ کی طرف سے ان لوگوں کو۔

بعد ازاں امام طبری نے ان دونوں قراتوں کی صحت کو یوں بیان کیا ہے:

والقول في ذلك انهُما قِراءَتان مشهورتانِ في القرأة الامصار، قد قَرَأ بكُلّ واحِدة منهما عُلَماء مِن القرأة وَجاءَت بِهما مَصاحِف المسلمين مُتَّفِقَتا المعني، وَذَلِكَ أنَّ الله إذا أمَرَ محمداً بقيلِ ذَلِكَ قالهُ، وَ إذا قاله فَعَن أمر الله قالهُ، فَبِأيَّتهِما قَرَأَ القارئ فَمُصيب الصّواب في قِراءَته.[32]

اس بارے میں قول یہ ہے کہ یہ دونوں قراتیں قراء امصار میں مشہور ہیں۔ان میں سے جس ایک پر بھی علماء نے قراءات کی ہے مسلمانوں کے مصاحف میں انہیں متفق المعنی پایا ہے۔اور یہ بے شک اللہ کی طرف سے محمد کو حکم دیا گیا جو انہوں نے کہا۔اور جب انہوں نے کہا تو اللہ کے حکم سے کہا پس ان میں سے قاری جس قراءات پر بھی تلاوت کرے گا وہ ٹھیک ہو گی اور اسے اس کی قراءات پر ثواب دیا جائے گا۔

قراءات کی نسبت:

اختلفوا في قوله ﴿قُلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ ﴾

پس ابن کثیر نافع ابو عمر و ابن عامر اور عاصم نے روایت ابی بکر کے مطابق (قل ربی یعلم) پڑھا ہے۔

اور جبکہ حمزہ کسائی اور حفص نے عاصم سے الف کے ساتھ پڑھا ہے۔اور اسی طرح مصاحف کوفہ میں لکھا گیا ہے۔[33]

حمزہ، کسائی، خلف اور حفص نے الف کے ساتھ (قَالَ) خبر ہونے کی وجہ سے پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے اس کو صیغہ امر کے طور پر (قُلْ) بغیر الف کے تلاوت کیا ہے۔[34]

۷۔ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾[35]

''اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا''۔

امام طبری اس آیت میں قراء کے مابین﴿نَزَلَ﴾ کی قراءات میں اختلافاقراءات کو نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

واختلفت القرأة في قِراءة قوله ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾ فَقَرأته عامة قرأة الحِجاز والبصرة ﴿نَزَلَ بِهِ﴾ به مُخَفَّفة ﴿ الرُّوْحُ الاَمِيْنُ﴾ رَفعًا بمعني: أن الرّوح الأمين هو الذي نَزَلَ بِالقُرآنِ عَلَى محمد وَهو جِبْريل. وَقَرأ ذلِكَ عامة قرأة أهل الكوفة: (نَزَّلَ) مُشَدَّدة الزّاي ﴿الرّوحَ الامينَ﴾ نصبًا، بمعني: أنّ رَبّ العَالمين نَزّلَ بالقرآنِ الرّوحَ الامين، وهو جبريل عليه السّلام.[36]

قراء کے مابین اختلاف ہوا ہے آیت باری تعالیٰ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾ کی قراءات میں پس عامہ قراء حجاز ور بصرۃ نے اس کی تلاوت (نَزَلَ بِه) بِہ مخففہ کے ساتھ اور (الرُّوح الامين) کو منصوب تلاوت کیا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''بے شک روح الامین وہ ہیں جو نازل ہوئے محمدؐ پر قرآن لے کر'' اور وہ جبریلؑ ہیں۔

اور تلاوت کیا ہے اس کو عامہ قراء کوفہ نے نَزّلَ یعنی ''ز'' کو مشددہ اور روح الامین کو منصوب جس کے معنی ہیں ''بے شک رب العالمین نے تدریجاً نازل کیا روح الامین کے ساتھ قرآن کو'' اور وہ جبریلؑ ہیں۔

والصواب من القول في ذَلِكَ عندنا أن يُقال: إنّهُمَا قِراءَتَانِ مُستَفيضَتانِ في قرأة الأمصار، متقاربَتا المعني فَأيَّتهما قَرَأ القاري فَمُصيب، وَذَلِكَ أنّ الرّوح الامين إذا نَزَلَ عَلي محمد بالقرآنِ، لَم يَنزِل به إلاّ بأمرِ الله إيّاه بالنُّزول، وَلَن يَجْهَل اَنّ ذَلِكَ كَذَلِكَ ذوايمان باللهِ، وأنّ الله اِذا أنزَله به نَزَلَ.[37]

ہمارے نزدیک اس بارے صحیح قول یہ ہے کہ قراء امصار نے دونوں قراتوں سے استفادہ کیا ہے اور یہ دونوں قراتیں متقارب المعنی ہیں۔ ان دونوں میں سے جس قراءات کے مطابق قاری تلاوت کرے گا وہ درست ہو گی۔

قراءات کی نسبت:

واختلفوا في: نَزَلَ بِه الرَّوحُ الامينُ فَقَرَا يعقوب وابن عامر و حمزه والكسائي و خلف و ابوبكر بتشديده الزّاي، ونصب ﴿الرَّوحَ﴾ و ﴿الامِينَ﴾، وقرأ الباقون بالتخفيفِ و رفعهِمَا.[38]

واختلفوا في قوله ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾ فقراء ابن كثير و نافع و ابو عمرو وعاصم في روايه حفص ﴿نَزَلَ﴾ خَفيفة ﴿الرّوْح الامين﴾ رفعا

وقرا ابن عامر و حمزه والكسائي وابوبكر عن عاصِم ﴿نزل﴾ مُشَدّدَة ﴿الرّوح الامين﴾ نصبًا.[39]

۸۔ ﴿وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْـَٔلُوْنَ﴾[40]

''اور انہوں نے فرشتوں کو کہ وہ بھی خدا کے بندے ہیں (خدا کی) بیٹیاں مقرر کیا۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے عنقریب ان کی شہادت لکھ لی جائے گی اور ان سے بازپرس کی جائے گی۔''

مذکورہ بالا آیت میں امام طبری نے ﴿عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ﴾ اور ﴿اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ﴾ ان دونوں کی قراءات میں قراء کے مابین اختلاف نقل کیا ہے۔ جس کا احاطہ باری باری ذیل میں کیا گیا ہے۔

﴿عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ﴾

اختلفتِ القرأة في قِراءة ذَلِكَ، فَقَرَأته عامّة قرأة المدينة: ﴿الذينَ هم عندالرّحمَن﴾ بالنّونِ، فكَأنهم تَأوّلوا في ذلِكَ قول الله جَلَّ ثناؤُه: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (الاعراف: ۲۰۶) فتاويل الكلام عَلَى هذه القِراءة: وَجَعَلوا مَلائِكة الله الذينَ هم عنده و يُسَبِّحونَه و يُقَدِّسونَه إناثًا، فقالوا: هم بنات الله جَهلًا مِنهم بحَقِّ الله، وَجُرْأة مِنهم عَلَى قيل الكذب والباطِل.[41]

اختلاف کیا ہے قراء نے قراءات میں۔ پس تلاوت کیا ہے مدینہ کے عامۃ نے ﴿الذین هم عند الرحمنَ﴾ نون کے ساتھ۔ پس ان کی یہ تاویل اللہ جل ثناوہ کے قول ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (الاعراف ۷: ۲۰۶) ''یقیناً جو ملائکہ تیرے رب کے نزدیک مقرب ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے''۔ پس اس قراءات کے مطابق اس کی تفسیر یہ ہوگی ''اور انہوں نے ملائکہ کو بنا رکھا ہے اللہ کی بیٹیاں جو اس کی تسبیح کرتے اور پاکی بیان کرتے ہیں۔'' پس وہ کہتے ہیں وہ سب فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ اللہ کے حق میں انہوں نے جہل کیا ہے۔ اور ان میں سے لوگوں نے اللہ کے حق میں کذب بیانی اور باطل کی جراءت کی ہے۔

وَقَرَا ذَلِكَ عامّة قُرّاء الكوفة والبصرة ﴿وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنٰثًا﴾ بمعني: جمع عبد، فَمَعْنَي الكلام عَلَي قِرَاءة هَؤُلاءِ: وَجَعَلوا مَلائِكة الله الذين هم خَلْقه وَعِبَاده بَنات الله، فَأَنّثوهم بوصفِهم إيّاهم بأنهم إناث. [42]

اس کے بعد امام طبری نے اس بارے اپنا موقف یوں پیش کیا ہے:

والصواب من القول في ذلك عندى أنَّهما قِراءتان مَعْروفتانِ في قرأة الأمصار، صحيحَتا المعنيَ، فَبِأيَّتهِمَا قَرَأَ القارِئ فمُصيب، وَذَلِكَ أنّ الملائِكة عِباد الله وَعنده. [43]

میرے نزدیک اس بارے صحیح قول یہ ہے کہ دونوں قراتیں قراء امصار میں معروف اور صحیح المعنی ہیں قاری دونوں میں سے جس قراءات پر تلاوت کرے گا درست ہوگی۔ اور یہ کہ بے شک ملائکہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے پاس ہیں۔

قراءات کی نسبت:

واختلفوا في الباء والنون من قوله تعالیٰ ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ﴾ (زخرف: ١٩)

ابن کثیر، نافع اور ابن عامر نے ﴿عِنْد الرَّحمن﴾ نون کے ساتھ پڑھا ہے۔ جبکہ عاصم، ابو عمرو، حمزہ اور امام کسائی نے ﴿عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ﴾ باء کے ساتھ پڑھا ہے۔ [44]

۹۔ ﴿وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْئَلُوْنَ﴾[45]

اس آیت میں لفظ ﴿اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ﴾ کی قراءات میں بھی قراء میں اختلاف ہے۔ امام طبری فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفُوا ایضًا فِي قِراءة قوله: ﴿اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ﴾ فَقَرا ذلِكَ بعض قرأة المدينة ﴿أأُشهِدوا خَلْقهم﴾ بضَمّ الالِف، على وجه ما لَمْ يُسَمَّ فاعِله، بمعني أأشهَدَ الله هَؤُ لاءِ المُشْرِكِينَ الجاعِلِينَ مَلائِكة الله إناثًا، خَلْق مَلائِكته الذينَ هم عنده، فَعَلِموا ما هُم، وَانّهم إناث فَوَصُفوهم بذَلِكَ لِعِلْمِهم بِهم، و بِرُؤْيَتِهِم إيَّاهُم؟! ثُمَّ رَدَّ ذَلِكَ إلى ما لَم يُسَمَّ فاعِله.

وَقرأه بعد عامة قرأةِ الحجاز و الكوفة والبصرة: ﴿أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ﴾ بِفَتح الألفِ، بَمعْنَى: أَشَهِدوا هم ذَلِكَ فَعَلِموه؟ [46]

اور تلاوت کیا ہے عامۃ قراء حجاز، کوفہ اور بصرہ کے قاریوں نے﴿اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ﴾الف مفتوحہ کے ساتھ جس کے معنی ہیں ''کیاوہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں، پس وہ جانتے ہیں؟''

دونوں آراء نقل کرنے کے بعد امام طبری فرماتے ہیں:

والصواب مِن القوال فِي ذَلِكَ عندي أنّهُما قِراءَتانِ مَعْروفَتَانِ، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ القارِئ فَمُصيب.[47]

اس بارے میں میرے نزدیک صحیح قول یہ ہے کے بے شک دونوں قراتیں معروف قراتیں ہیں ان میں سے جس قراءات پر قاری تلاوت کرے گا وہ درست ہو گی۔

قراءات کی نسبت:

قوله ﴿اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ﴾ (زخرف: ١٩)

قرا نافع وَحده ﴿أو شهدوا﴾ بهَمزَة مفتوحه بعدها ضمة من أشهدوا والمسيبي عَن نافع ﴿آو شهدوا﴾ والباقون عن نافع لا يمدون

والمفضل عن عاصم ﴿أو شهدوا﴾ مثل نافع

وقرا الباقون ﴿اشهَدُوا﴾ من شهدت لَا يمدون[48]

امام جزری النشر میں لکھتے ہیں: ﴿عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ﴾ مدنیان ابن کثیر، ابن عامر یعقوب کے لیے عِنْدَ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ ہے۔ نون ساکن اور دال کے فتحہ سے، الف کے بغیر، اس بناء پر کہ یہ ظرف ہے۔ اور باقی قراء کے لیے نون کی جگہ باء اور اس کے بعد الف اور دال مفتوحہ ہے اور یہ عَبدٌ کی جمع ہے۔[49]

﴿اَشَھِدُوْا ﴾ مدنیان کے لیے ءَ اُشْھِدُوْا ہے۔ دو ہمزوں سے جن میں سے پہلا (تحقیق اور) فتح والا ہے اور دوسرے پر ضمہ ہے جس میں ان دونوں کے قاعدہ کے موافق (واو کی مانند) تسہیل ہوتی ہے۔اور شین کا سکون بھی ہے۔اور ابو جعفر (کے لیے بلا خلاف اور قالون کے لیے بخلاف "باب الہمزتین من کلمةٍ" میں بیان ہوا ہے۔اور باقیوں نے ایک ہمزہ مفتوح اور شین مفتوح کے ساتھ پڑھا ہے۔[50]

۱۰۔ ﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾[51]

"تاکہ (مسلمانو) تم لوگ خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام طبری نے﴿لِّتُؤْمِنُوْا﴾کی تلاوت میں اختلاف نقل کیا ہے۔فرماتے ہیں:

اخْتَلَفَت القرأة فِي قِراءة قوله: ﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ﴾ فقرا جميع ذلك عامة قرأة الامصار خلا ابي جعفر المدني و أبي عمرو بن العلاء بالتاءِ ﴿لِتُؤْمِنُوْا﴾ ﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ﴾ بمعني لِتُومنوا باللّٰهِ وَرسوله انتم ايها الناس. وَقَرَأَ ذَلِكَ أبو جَعفَر وَأبو عمرو كُلّه بالياءِ: ﴿لِيُؤْمنوا﴾ ﴿وَ يُعَزِّرُوْهُ وَ يُوَقِّرُوْهُ وَ يُسَبِّحُوْهُ﴾ بعمنى: إنا أرسَلْناك شَاهِدًا إلي الخلْق ليُؤْمِنوا باللِه وَرَسوله وَيعزِّروه.[52]

اختلاف کیا ہے قاریوں نے﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ﴾ کی تلاوت میں۔ تمام شہروں کے قراء نے تاء کے ساتھ﴿لِّتُؤْمِنُوْا﴾ ﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ﴾قراءات کیا ہے سوائے ابی جعفر المدنی اور ابی عمرو ابن العلاء کے اور اس قراءات کے معنی یہ ہوں گے کہ "اے لوگوں تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر"۔ابو جعفر اور ابو عمر نے اس ساری آیت کو یاء کے ساتھ تلاوت کیا ہے یعنی ﴿لِيُؤْمنوا﴾ ﴿وَ يُعَزِّرُوْهُ وَ يُوَقِّرُوْهُ وَ يُسَبِّحُوْهُ﴾اور اس کے معنی ہوں گے "ہم نے آپ کو مخلوق کی طرف گواہ بنا یا تاکہ وہ ایمان لائیں اللہ پر اور اس کے رسول پر ان کی تعظیم کریں۔"

امام طبری اس بارے اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

والصواب من القول في ذَلِكَ: أن يُقال: إنّهُما قِرَاءَتانِ مَعْرُوَفتانِ صَحيحَتا المعني، فَبِأيَّتِهِمَا قَرَأَ القارِئ فَمُصِيب.[53]

اس بارے میں صحیح قول یہ ہے۔ بے شک دونوں قراتیں معروف اور صحیح المعنی ہیں پس قاری جس قراءات پر بھی تلاوت کرے گا وہ درست ہو گی۔

قراءات کی نسبت:

امام جزری کتاب نشر میں فرماتے ہیں:

اختلاف ہوا ہے: ﴿لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَ رَسُوْلِه وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ﴾ کی تلاوت میں ابن کثیر اور ابو عمرو نے ان چاروں فعلوں میں (یائے) غیب اور باقی قراء نے (تائے) خطاب سے پڑھا ہے۔[54]

ابن کثیر اور ابو عمرو نے چاروں فعلوں کو یاء کے ساتھ جبکہ نافع ابن عامر، عاصم، حمزہ اور کسائی نے ان سب کو تاء کے ساتھ تلاوت کیا ہے۔[55]

۱۱۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا ﴾[56]

"مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔"

امام طبری نے مذکورہ بالا آیت میں ﴿فَتَبَيَّنُوْۤا﴾ کی قراءات میں اختلاف نقل کیا ہے۔ آپ نے اس لفظ کی دو قراتوں کو نقل کیا۔ فرماتے ہیں:

واخْتَلَفَت القرأة في قِراءة قوله: ﴿فَتَبَيَّنُوْۤا﴾ فَقَرأَ ذَلِكَ عامّة قرأة أهل المدينة: ﴿فَتَثَبَّتُوا﴾ بالثّاءِ، وَذُكِرَ أنّها في مُصْحف عبدالله مَنْقوطة بالثّاءِ. وَقَرأَ ذَلِكَ القُرّاءُ بعدُ ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾ بالياءِ بِمعْنَي: أمهِلوا حَتَّى تعْرِفوا صِحَّتة، لا تَعْجَلوا بقبولهِ وَكَذَلِكَ مَعْنَي: ﴿فَتَثَبَّتُوا﴾. [57]

قراء کا قول باری تعالیٰ ﴿فَتَبَيَّنُوْۤا﴾ کی قراءات میں اختلاف ہوا ہے۔ اہل مدینہ کے عامہ قراء نے ﴿فَتَثَبَّتُوا﴾ ثاء کے ساتھ تلاوت کیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ مصحف عبداللہ میں یہ ثاء کے ساتھ لکھا گیا تھا۔ اور بعد والے قراکرام نے ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾ یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ جس کے معانی ہیں "مہلت دو یہاں تک کہ اس (خبر) کی صحت کو پہچان سکو اور قبول کرنے میں جلد بازی نہ کرو"۔ ﴿فَتَثَبَّتُوا﴾ کے معنی بھی اسی طرح ہیں۔

اس کے بعد امام طبری نے اپنی رائے دونوں قراتوں کے بارے میں پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں:

والصواب مِن القول فِي ذَلِكَ انّهُما قراءَتان معروفَتانِ مَتقارِبَتَا المعني، فَبأيَّتِهِمَا قَرأَ القارِئ فمُصيب.[58]

اس بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ بے شک یہ دونوں قراتیں معروف اور متقارب المعنی ہیں۔ قاری ان دونوں میں سے جس پر بھی تلاوت کرے گا وہ درست ہو گی۔

قراءات کی نسبت:

وَاخْتَلَفُوا في: فَتَبَيَّنُوا المَوْضِعَيْنِ هُنَا، وفي الحجرات فقرا حمزه والكسائي وَخلف في الثلاثةِ فَتَبَيَّنُوا من التثبُّتِ، وَقَرأ البَاقونَ في الثالث من التَّبيُّن.[59]

۱۲۔ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾[60]

"اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے (اے دیکھنے والے!) کیا تو (خدائے) رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں امام طبری نے تفسیر طبری لفظ ﴿تفٰوُتٍ﴾ کی دو قراتیں ذکر کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَتِ القرّاء في قرأة ذَلِكَ، فَقَرأته عامّة قُرّاء المدينة والبصرة و بعض الكوفيّينَ : ﴿مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ بالف، وَقَرا ذَلِكَ عَامّه قُرّاء الكوفة: ﴿مِنْ تَفَوُّتٍ﴾ بتشديد الواو بغير ألف.[61]

اختلاف کیا ہے اہل قراءات نے اس آیت کی تلاوت میں۔ پس مدینہ اور بصرہ کے عامۃ القرا جبکہ بعض کوفہ کے قرا نے ﴿مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ الف کے اثبات کے ساتھ تلاوت کیا ہے اور اسی لفظ کو کوفہ کے عامہ قراء نے ﴿مِنْ تَفَوُّتٍ﴾ واو مشددہ اور بغیر الف کے تلاوت کیا ہے۔

اس کے بعد امام طبری نے ان دونوں قراتوں کے درست ہونے کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے:

والصواب من القول في ذلك أنّهُما قِراءَتانِ معروفَتانِ بمعني واحدِ، كما قيل: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ﴾ وَلا تُصعّر، وَلا تُصاعِر، وَتَعَهَّدْت فُلانًا، وَتَعاهَدْته؛ وَتَظَهَّرْت، وتَظاهَرْت؛ وَكَذَلِكَ التّفاوُت والتّفَوُّت.[62]

اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ بے شک یہ دونوں قراتیں معروف ہیں۔اور دونوں طرح سے لفظ کے معانی ایک ہی ہیں جیسے کہا جاتا ہے: ﴿وَ لَا تُصَعِّرْ﴾ آیت میں وَلا تُصعِّر، وَلا تُصاعِر، اور وَتَظَهَّرْت وَتَظاهَرْت بالکل ایسے ہی التفاوت اور والتَّفَوُّت ہے۔

قراءات کی نسبت:

حمزہ اور کسائی نے ﴿من تفوت﴾ الف کے بغیر جبکہ باقی قاریوں نے ﴿من تفوت﴾ کو الف کے ساتھ تلاوت کیا ہے۔[63]

امام جزری النشر میں لکھتے ہیں:

واختلفوا في تَفَاوُتٍ فقرا حمزة، والكسائي "تَفَوَّتٍ" بِضَمِّ الوَاو مُشَدَّدَةً مِنْ غَيْرِ الِفٍ، وَقَرأ الباقون بِالفٍ وَالتخفيفِ.[64]

۱۳- ﴿وَ الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ﴾[65]

اور (قسم ہے) رات کی جب پیٹھ پھیرنے لگے"۔

امام طبری نے اس مذکورہ آیت میں قراء کے مابین اختلاف قراءات بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَتِ القرّاة في قِراءة ذَلِكَ، فَقَرأته عامّة قُرّاء المدينة والبصرة و بعض قرأة مَكّة و الكوفة: ﴿اذ اَدْبَرَ﴾ وكان أبو عمرو بن العلاء فيما ذُكر عنه يقولُ: قريش تقولُ: دَبَرَ الليلُ. وقرأ ذلك بعض قرأةِ مكة و بعض قرأةِ المدينة والكوفة: ﴿اذا دَبَر﴾.[66]

فرماتے ہیں قراء کرام نے اختلاف کیا ہے مذکورہ آیت کی تلاوت میں۔ پس مدینہ اور بصرہ کے اکثر قاریوں اور مکہ اور کوفہ کے بعض قراء نے ﴿اذا دَبَر﴾ پڑھا ہے۔ ابو عمرو بن العلاء سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں قریش کہتے تھے: دَبَرَ الليل اور مکہ مدینہ اور کوفہ کے بعض قاریوں نے ﴿اذا دَبَر﴾ تلاوت کیا ہے۔

امام طبری نے اختلاف قراءات نقل کرنے کے بعد ان الفاظ میں اپنا موقف پیش کیا ہے:

والصّواب منَ القول في ذلك عندنا، أنّهُما قِراءَتانِ مَعْروفَتانِ صَحيحتَا المعْنَي، فَبأيَّتِهما قَرَأ القارئ فَمُصيب[67]

اس بارے میں ہمارے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ دونوں قراتیں معروف اور صحیح المعنی ہیں۔ پس قاری ان دونوں میں سے جس کے مطابق بھی تلاوت کرے گا، درست ہوگی۔

قراءات کی نسبت:

مذکورہ بالا دونوں قراتیں متواتر ہیں۔ امام جزری نے اپنی کتاب "النشر" میں متواتر قراءتوں میں انہیں نقل کیا ہے۔

جن لوگوں نے ﴿اذْ أدْبَرَ﴾ پڑھا ان میں نافع یعقوب حمزہ، خلف اور حفص شامل ہیں۔ جبکہ باقی آئمہ کی قراءات ﴿اذا دَبَرَ﴾ ہے۔[68]

نافع، حفص، حمزہ، یعقوب اور خلف نے ذال کو سکون کے ساتھ ظرف زمان کے طور پر پڑھا ہے جو کہ (اذْبَرَ) ہمزہ مفتوحہ اور دال ساکنہ کے ساتھ ہے۔اور بوزن (اکْرَمَ) ہے اور ابن محیصن اور حسن نے ان قراء کی موافقت کی ہے باقی قرانے دال مفتوحہ (دَبَرَ) ضَرَبَ کے وزن پر پڑھا ہے۔[69]

قراء ابن كثير و ابو عمرو و ابن عامر والكسائى و ابوبكر عن عاصم ﴿اذا دبر﴾ بفتح الدَّال وَقَرَأَ نافع و حفص عن عاصم و حمزة ﴿إذ أدْبر﴾ بتسكين الدَّال.[70]

علامہ دانی فرماتے ہیں:

نافع حفص اور حمزہ نے ﴿والیل اذ﴾ سکون ذال ﴿أدبر﴾ اور ادبر کو اَفْعَلَ کے وزن پر جبکہ باقی قراء نے ﴿إذا أدْبر﴾ ذال کے بعد الف اور ﴿دَبَرَ﴾ کو فَعَلَ کے وزن پر پڑھا ہے۔[71]

۱۴۔ ﴿ءَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً﴾[72]

''بھلا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کئے جائیں گے!؟)''

امام طبری نے اپنی تفسیر جامع البیان میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کے ضمن میں قراء کے مابین لفظ نخِرة کی قراءات کے اختلاف کو یوں بیان کیا ہے:

وقوله: ﴿ءَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً﴾ اختَلَفَتْ القرأة في قِرَاءة ذَلِكَ، فَقَرَأَتهُ عَامَّة قُرَّاء الْمَدِيْنَة والحِجَاز والبَصْرَة ﴿نَّخِرَةً﴾ بِمَعْنَي: بَالِيَه.
وَقَرَأَ ذَلِكَ عَامَّة قُرَّاء الكُوفَة: ﴿نَاخِرَة﴾ بِألفٍ، بِمَعْنَي: أَنَّهَا مُجَوَّفَة، تَنْخُر الرِّيَاح في جَوفهَا إِذَا مَرَّتْ بِهَا.[73]

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ ءَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً﴾ کی قراءات میں قراء کے مابین اختلاف ہوا ہے۔ پس مدینہ، حجاز اور بصرہ کے اکثر قاریوں نے لفظ ﴿نَّخِرَةً﴾ بمعنی: بالیہ یعنی ''بوسیدہ ہڈیاں'' قراءات کیا ہے۔ جبکہ کوفہ کے تمام قراء نے ﴿نَاخِرَة﴾ الف کے اثبات کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں ''سوراخ دار کھوکھلی ہڈیاں''۔

بعد ازاں فرماتے ہیں: بعض کوفی علماء کا کہنا ہے کہ کلام عرب میں النَّاخِرَة اور النَّخِرَة معنی کے اعتبار سے برابر ہیں۔ جیسے الطَّامِع اور الطَّمَع، والبَاخِل والبُخْل۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں لغات فصیح اور مشہور لغات ہیں۔

قراءات کی نسبت:

ابو بکر، حمزہ، کسائی، خلف اور رویس نے نون کے بعد الف یعنی ﴿ناخرة﴾ تلاوت کیا ہے جو موافقت رکھتا ہے اعمش (کی قراءات) سے اور باقی قراء نے بغیر الف کے ﴿نخرة﴾ تلاوت کیا ہے جیسے حذر، وحاذر۔[74]

ابن کثیر نافع، ابو عمرو، ابن عامر اور حفص نے عاصم سے بغیر الف کے پڑھا ہے۔[75]*

۱۵۔　﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ﴾[76]

"(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا۔"

مذکورہ آیت میں لفظ فَعَدَلَكَ کی تفسیر میں امام طبری نے اختلاف قراءات نقل کیا ہے اور اس لفظ کی دو قراتیں نقل کی ہیں۔

امام طبری فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَتْ القرّاة ذَلِكَ، فَقَرأته عامة قُرَّاء الْمَدِيْنَة وَمَكَّة وَالشَّام وَالْبَصْرَة : ﴿فعَدَّلَكَ﴾ بِتَشْدِيدِ الدَّال. وَقرَأَ ذَلِكَ عَامَّة قُرَّاء الْكُوْفَة بِتَخفِيفِهَا. وَكَأنَ مَنْ قَرَا ذَلِكَ بِالتَّشدِيدِ، وَجَّهَ مَعْنَي الكلام إِلى أَنَّهُ جَعَلَكَ مُعْتَدِلاً مُعَدَّل الْخَلْقِ مُقَوَّمًا وَكَأَنَّ الَّذِيْنَ قَرَءُوهُ بِالتَّخْفِيفِ، وَجَّهُوا مَعْنَي الكَلَام إِلَي صَرَفك، امالك إِلَي أيّ صُورَة شَاءَ إِمَّا إِلَي صُورَة حسنة، وَ إِمَّا إِلَي صُورَة قَبِيحَة، أَوْ إِلى صُورَة بعض قَرَاباته. [77]

اختلاف کیا ہے قراء نے آیت کی قراءت میں پس تلاوت کیا ہے مدینہ، مکہ، شام اور بصرہ کے عامہ قراء نے ﴿فَعَدَّلَكَ﴾ حرف دال کو مشددہ تلاوت کیا ہے۔ جبکہ کوفہ کے عامہ قراء نے تخفیف کے ساتھ تلاوت کیا ہے۔ اور اسی طرح جس نے یہ تشدید کے ساتھ پڑھا تو کلام میں اس لفظ کا معانی اس طرف جاتا ہے کہ "بے شک (اے انسان) تجھے تخلیق کیا اس (اللہ) نے معتدل مخلوق"، اور جن لوگوں نے اس کو پڑھا ہے تخفیف کے ساتھ انہوں نے کلام کے معانی کے رخ کو پھیر دیا کہ "بنائی تیرے لیے جیسی چاہے یعنی صورت کو بنایا حسین یا صورت قبیحہ یا بنایا صورت کو اس کے بعض قرابت داروں جیسا"۔

امام طبری کا موقف

اختلاف قراءات نقل کرنے کے بعد اپنا موقف امام طبری نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

وَأَوْلَى الْأَقْوَالِ فِي ذَلِكَ عِنْدِي بِالصَّوَابِ أَنْ يُقَالَ: إِنَّهُمَا قِرَاءَتَانِ مَعْرُوفَتَانِ فِي قِرَاءَةِ الْأَمْصَارِ، صَحِيحَتَا الْمَعْنَى، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَمُصِيبٌ، غَيْرَ أَنَّ أَعْجَبَهُمَا إِلَيَّ أَنْ أَقْرَأَ بِهِ، قِرَاءَةُ مَنْ قَرَأَ ذَلِكَ بِالتَّشْدِيدِ، لِأَنَّ دُخُولَ (فِي) لِلتَّعْدِيلِ أَحْسَنُ فِي الْعَرَبِيَّةِ مِنْ دُخُولِهَا لِلْعَدْلِ، أَلَا تَرَى أَنَّكَ تَقُولُ: عَدَّلْتُكَ فِي كَذَا، وَصَرَّفْتُكَ إِلَيْهِ، وَلَا تَكَادُ تَقُولُ: عَدَلْتُكَ إِلَى كَذَا وَصَرَفْتُكَ فِيهِ، فَلِذَلِكَ اخْتَرْتُ التَّشْدِيدَ. [78]

ان اقوال میں میرے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ بے شک دونوں قراتیں ہی امصار کی قراتوں میں معروف اور صحیح المعانی ہیں۔ قاری دونوں قراتوں میں سے جس پر بھی تلاوت کرے گا درست ہو گا۔ عجب نہیں میں پسند کروں ان دونوں قراتوں میں سے اس قراءات کو جس قراءات میں اس کو (فَعَدَّلك) تشدید کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ (فی) عربی میں تعدیل احسن کے لیے داخل ہوتا ہے جو یہاں ''عدل'' کے لیے داخل ہوا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ عربی میں عَدَّلتَكَ فی كذا اور صَرَفْتُك إِلَيْهِ کہا جاتا ہے اور عُدَّلْتُكَ إِلَى كَذَا اور صَرَفْتُك فِيهِ نہیں کہا جاتا اسی وجہ سے میں نے تشدید والی قرءات کو اختیار کیا ہے۔

قراءات کی نسبت:

ابن کثیر، نافع، ابو عمرو اور ابن عامر نے ﴿فعدلك﴾ کو تشدید کے ساتھ جبکہ عاصم، حمزہ اور کسائی نے مخففہ تلاوت کیا ہے۔[79]

نتائج بحث

1. امام ابن جریر نے جامع البیان میں آیات قرآنیہ کی توضیح و تفسیر میں قراءات سے استدلال کیا ہے۔
2. آپ نے مختلف قراءات بیان کرتے ہوئے متواتر کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ دو یا زائد قراءات بیان کرنے کے بعد درج ذیل نمایاں اسالیب اختیار کئے:
   i. وَأَوْلَى الْأَقْوَالِ فِي ذَلِكَ عِنْدِي بِالصَّوَابِ أَنْ يُقَالَ: إِنَّهُمَا قِرَاءَتَانِ مَعْرُوفَتَانِ فِي قِرَاءَةِ الْأَمْصَارِ، صَحِيحَتَا الْمَعْنَى، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَمُصِيبٌ
   ii. وَهُمَا قِرَاءَتَانِ مُسْتَفِيضَتَانِ، قَدْ قَرَأَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا أَئِمَّةٌ مِنَ الْقُرَّاءِ مُتَقَارِبَتَا الْمَعْنَى، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَمُصِيبٌ
   iii. أَنَّهُمَا قِرَاءَتَانِ مَشْهُورَتَانِ فِي قَرَأَةِ الْأَمْصَارِ، قَدْ قَرَأَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عُلَمَاءُ مِنَ الْقُرَّاءِ، وَجَاءَتْ بِهِمَا مَصَاحِفُ الْمُسْلِمِينَ , مُتَّفِقَتَا الْمَعْنَى .... وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ إِذَا أَمَرَ مُحَمَّدًا بِقِيلِ ذَلِكَ قَالَهُ، وَإِذَا قَالَهُ فَعَنْ أَمْرِ اللهِ قَالَهُ، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ

فَمُصِيبٌ الصَّوَابَ فِي قِرَاءَتِهِ

iv. وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنْ يُقَالَ: إِنَّهُمَا قِرَاءَتَانِ مُسْتَفِيضَتَانِ فِي قُرَّاءِ الْأَمْصَارِ، مُتَقَارِبَتَا الْمَعْنَى، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَمُصِيبٌ

v. أَنَّهُمَا قِرَاءَتَانِ مَعْرُوفَتَانِ، فَبِأَيَّتِهِمَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَمُصِيبٌ الصَّوَابَ

- امام طبری قراءات متواترہ کے معنوی اثرات کو واضح کرتے ہیں اور کبھی فقط قراءات بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔
- امام صاحب اکثر مقامات پر قراءات کے اختلاف کو اس طرح واضح کرتے ہیں کہ تضاد و مغایرت کی بجائے معانی تنوع کی صورت واضح ہوتی ہے۔ امام صاحب کا یہ کہنا: "والصواب من القول في ذلك انهما قراءتان معروفتان متقاربتا المعاني. فبايتهما قرا القاري فمصيب" اس بات کی قوی دلیل ہے۔
- امام طبری نے دوران تفسیر اکثر مقامات پر قراءات متواترہ میں سے کسی ایک کو ترجیح دی اور وجہ ترجیح کا بھی اہتمام کیا۔
- اختلاف قراءات سے فقہی مسائل کا استنباط بھی تفسیر جامع البیان کا خصوصی وصف ہے۔

حوالہ جات وحواشی

---

[1] البقرۃ:۲:۳۲

Al-Baqarah, 2: 32

[2] طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، قاھرہ، دار الحدیث، ۲۰۱۰ء، ۱:۸۰۷

Al-Ṭabarī, Ibn Jarīr, *Jāmi' al-Bayān 'an Tāwīl Āya al-Qur'ān*, (Cairo: Dār al-Hadith, 2010), 1: 807

[3] عبد الفتاح، البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ من طریقۃ الشاطبیہ، بیروت، دار الکتاب العربی، س ن، ۱:۴۰

Abdul Fattāh, *Al-Budūr al-Zahirah fil Qirā'āt al-'Ashar al-Mutawātirah*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Arabī, n.d), 1:40

[4] ابن مجاھد، السبعۃ فی القراءات، مصر، دار المعارف، ۱۴۰۰ھ، ص ۱۷۱؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۴ء، ص ۷۷؛ ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۷۸ء، ۲:۲۲۲۔۲۲۳

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, (Egypt: Dār al-Ma'ārif, 1400 A.H.), P. 171; Dānī, *Al-Taisīr fil Qirā'āt al-Sab'a*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Arabī, 1984), P. 77; Ibn Jazrī, *Al-Nashar fil Qirā'āt al-'Ashar*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1978), 2: 222-3

[5] دمیاطی، اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الار،، ۱:۳۸۷

Dimyāṭī, Itḥāf Fuḍlā' al-Bashar, 1: 387

[6] قاضی، عبدالفتاح، البدور الزاہرۃ، ۱: ۴۰

Abdul Fattāh, *Al-Budūr al-Zahirah,* 1: 40

[7] البقرۃ ۲: ۲۷۱؛ جامع البیان، ۲: ۸۸۰

Al-Baqarah, 2: 271; *Jāmi' al-Bayān,* 2:880

[8] جامع البیان، ۲: ۲۸۱

Jāmi' al-Bayān, 2: 28

[9] ایضاً

Ibid.

[10] جامع البیان، ۲: ۲۸۱

Ibid.

[11] جامع البیان، ۲: ۸۸۲

Jāmi' al-Bayān, 2: 282

[12] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۱۹۱؛ ابن جزری، النشر فی القرءات العشر، ۲: ۲۳۶؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۸۴

Ibn Mujāhid, Al-Sab'a fil Qirā'āt, P. 191; Dānī, Al-Taisīr fil Qirā'āt al-Sab'a, P. 84; Ibn Jazrī, Al-Nashar fil Qirā'āt al-'Ashar, 2: 236

[13] دمیاطی، اتحاف فضلاء البشر، ۱: ۴۲۳

Dimyāṭī, Itḥāf Fuḍlā' al-Bashar, 1: 423

[14] النساء ۴: ۴۳؛ جامع البیان، ۳: ۸۶۶

Al-Nisā', 4: 43; *Jāmi' al-Bayān,* 3: 866

[15] جامع البیان، ۳: ۸۶۶

Jāmi' al-Bayān, 3: 866

[16] ایضاً

Ibid.

[17] ابو بکر نیشاپوری، المبسوط فی القراءات العشر، ص ۱۸۰؛ ابن جزری، النشر، ۲: ۲۵۰

Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ fil Qirā'āt al-'Ashar*, P. 180; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 250

[18] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۲۳۴؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۹۶

Ibn Mujāhid, Al-Sab'a fil Qirā'āt, P. 234; Dānī, Al-Taisīr fil Qirā'āt al-Sab'a, P. 86

[19] التوبہ ۹: ۱۲۶۔ (قراءات کی ساری بحث مذکورہ کے لئے ملاحظہ ہو: طبری، جامع البیان، ۲: ۱۸۳)

Al-Taubah, 9: 126 (For details of Qirā'āt, please see: *Jāmi' al-Bayān,* 2: 183

[20] جامع البیان، ۶: ۱۸۳

Jāmi' al-Bayān, 6: 183

[21] ایضاً

Ibid.

[22] ابو بکر نیشاپوری، المبسوط فی القراءات العشر، ص ۲۳۰؛ السبعۃ فی القراءات، ص ۳۲۰؛ النشر فی القراءات العشر، ۲: ۲۸۱؛ التیسیر

فی القراءات السبع، ص ۱۲۰

Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ*, P. 230; Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 320; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 281; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 120

[23] ابراہیم ۱۴: ۱۹؛ طبری، جامع البیان، ۶: ۸۹۰

Ibrāhīm, 14: 19; *Jāmi' al-Bayān*, 6: 890

[24] جامع البیان، ۶: ۸۹۰

Jāmi' al-Bayān, 6: 890

[25] ایضاً

Ibid.

[26] ابو بکر نیشاپوری، المبسوط، ص ۲۶۵

Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ*, P. 265

[27] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۳۶۲؛ ابن جزری، النشر فی قراءات العشر، ۲: ۲۸۹؛ الدانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۱۳۴

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 362; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 289; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 134

[28] الانبیاء ۲۱: ۲؛ طبری، جامع البیان، ۸: ۷

Al-Anbiyā', 21: 2; *Jāmi' al-Bayān*, 8: 7

[29] جامع البیان، ۸: ۷

Jāmi' al-Bayān, 8: 7

[30] ایضاً

Ibid

[31] ایضاً

Ibid

[32] ایضاً

Ibid

[33] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۴۲۸

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 428

[34] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۲۳؛ ابو عمرو الدانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۱۵۴

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 323; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 154

[35] الشعراء ۲۶: ۱۹۳

Al-Shu'rā', 26: 193

[36] جامع البیان، ۸: ۶۲۵

Jāmi' al-Bayān, 8: 625

[37] طبری، جامع البیان، ۸: ۶۲۵

Ibid.

[38] ابن جزری، النشر، ۲: ۳۳۶

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 336

[39] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص۴۷۳؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص۱۶۶؛ جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۳۶

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 473; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 336; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 166

[40] زخرف ۴۳: ۱۹؛ طبری، جامع البیان، ۱۰: ۱۸

Zukhraf, 43: 19; *Jāmi' al-Bayān*, 10: 18

[41] ایضاً

Jāmi' al-Bayān, 10: 18

[42] ایضاً

Ibid.

[43] ایضاً، جامع البیان، ۱۰: ۱۹

Jāmi' al-Bayān, 10: 19

[44] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص۵۸۵ ص؛ دانی، التیسیر فی القراءات، ص۱۹۶

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 585; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 196

[45] زخرف ۴۳: ۱۹

Zukhraf, 43: 19

[46] جامع البیان، ۱۰: ۱۹

Jāmi' al-Bayān, 10: 19

[47] ایضاً

Ibid.

[48] ابن مجاہد السبعۃ فی القراءات، ص۵۸۵

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 585

[49] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۶۸

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 368

[50] ایضاً، ۲: ۳۶۹؛ ابو بکر، نیشاپوری، المبسوط فی القراءات العشر، ۱: ۳۹۸؛ دانی، التیسیر فی القرآیات السبع، ص۱۹۶

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 368; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 196; Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ*, 1: 398

[51] الفتح ۴۸: ۹؛ طبری، جامع البیان، ۱۰: ۲۲۰

Al-Fatḥ, 48: 9; *Jāmi' al-Bayān*, 10: 220

[52] ایضاً

Ibid.

[53] طبری، جامع البیان، ۱۰: ۲۲۰

Ibid.

[54] ابو بکر نیشاپوری، المبسوط فی القراءات العشر، ۱: ۴۱۰؛ ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۷۵؛ قاضی عبد الفتاح، البدور الزاہرۃ، ۱: ۲۹۹؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص۲۰۱

Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ*, 1: 410; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 375; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 201;

Abdul Fattāh, *Al-Budūr al-Zahirah,* 1: 299

[55] ابن مجاہد، سبعۃ فی القراءات، ص ۶۰۴

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 604

[56] الحجرات ۴۹:۶

Al-Ḥujurāt, 49: 6

[57] جامع البیان، ۱۰:۲۷۹

Jāmi' al-Bayān, 10: 279

[58] ایضاً

Ibid.

[59] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۲۵۱؛ ابو بکر نیشاپوری، المبسوط فی القراءات العشر، ۱: ۱۸۰؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۲۰۲

Abū Bakr Nīshāpurī, *Al-Mabsūṭ*, 1: 180; Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 251; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 202

[60] الملک ۶۷:۳

Al-Mulk, 67: 3

[61] جامع البیان، ۱۱:۶

Jāmi' al-Bayān, 11: 6

[62] ایضاً

Ibid.

[63] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۶۴۴؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۲۱۲

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 644; Dānī, *Al-Taisīr,* P. 212

[64] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲:۳۸۹

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 389

[65] المدثر ۷۴:۳۳

Al-Muddaththir; 74: 33

[66] طبری، جامع البیان، ۱۱:۲۰۵

Jāmi' al-Bayān, 11: 205

[67] ایضاً

Ibid.

[68] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲:۳۹۳

Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 293

[69] دمیاطی، اتحاف فضلاء البشر، ۲:۵۰۲-۵۰۳

Dimyāṭī, Itḥāf Fuḍlā' al-Bashar, 2: 502-3

[70] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۶۵۹

Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 659

[71] دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۲۱۶
Dānī, *Al-Taisīr*, P. 216

[72] النازعات ۷۹: ۱۱
Al-Nāzi'āt, 79: 11

[73] طبری، جامع البیان، ۱۱: ۳۵۶
Jāmi' al-Bayān, 11: 356

[74] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۹۷-۳۹۸؛ دمیاطی، اتحاف فضلا البشر، ۲: ۵۱۶
Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 397-8; Dimyāṭī, *Itḥāf Fuḍlā' al-Bashar*, 2: 516

[75] ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۶۷۰؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۲۱۹
Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 670; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 21

[76] انفطار ۸۲: ۷
Al-Infiṭār, 82: 7

[77] جامع البیان، ۱۱: ۴۲۶
Jāmi' al-Bayān, 11: 426

[78] ایضاً
Ibid.

[79] ابن جزری، النشر فی القراءات العشر، ۲: ۳۹۹؛ ابن مجاہد، السبعۃ فی القراءات، ص ۶۷۴؛ دانی، التیسیر فی القراءات السبع، ص ۲۲۰
Ibn Jazrī, *Al-Nashar*, 2: 399; Ibn Mujāhid, *Al-Sab'a fil Qirā'āt*, P. 674; Dānī, *Al-Taisīr*, P. 220